احکام و مسائل عید الفطر

فاروق الرحمن یزدانی

الحمد لله رب العلمين و الصلوة و السلام على سيد المرسلين اما بعد: فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم .

بسم الله الرحمن الرحيم.

قد افلح من تزكى. و ذكر اسم ربه فصلى (الاعلیٰ 14:15)

ہر انسان کی زندگی غمی اور خوشی ہر دو صورتوں سے عبارت ہے پھر ہر آدمی ان مواقع پر اپنے علاقے اور برادری کے رسوم ورواج اور ثقافت کے مطابق کچھ اعمال بجالاتا ہے۔

لیکن ایک مسلمان کیلئے اللہ تعالیٰ نے خوشی اور غمی دونوں صورتوں میں کچھ حدود وقیود مقرر کی ہیں اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود و قیود اور اوامر و نواھی کا نام اسلام ہے۔اسی اسلام کے مطابق زندگی گزارنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے

"یایها الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافة" (البقرۃ ۲۰۸) اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔ کیونکہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو زندگی کے ہر لحہ پر انسان کی راہنمائی کرتا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا" (المائدہ ۳) آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند فرمایا ہے۔

اگر اسلام زندگی کے ہر موڑ پر انسان کی راہنمائی نہ کرے تو اسے مکمل اور اکمل دین کہلانے کا کوئی حق نہیں۔اس لئے جب ہم اسلام کو مکمل دین تسلیم کرتے ہیں تو ہمیں ماننا پڑیگا کہ ہماری زندگی کے تمام مسائل کا حل اور تمام امور کیلئے راہنمائی اسلامی تعلیمات میں موجود ہے۔

ہر مسلمان کو اللہ تعالیٰ نے سال میں دو دن خوشی کے عطا فرمائے ہیں ایک عید الفطر اور دوسرا عید الاضحیٰ۔ سطور میں ہم عید الفطر کے مسائل کے متعلق چند گزارشات قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ اس خوشی کے مبارک دن کو قرآن و حدیث کی روشنی میں اسلامی تعلیمات کے مطابق گزارا جا سکے۔

صدقة الفطر :

رمضان المبارک کے آخر میں کچھ مال صدقہ کرنا امام اعظم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ہر مسلمان پر فرض کیا ہے۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں

"فرض رسول الله ﷺ زكوة الفطر طهرة للصيام من اللغو و الرفث و طعمة للمساكين" (ابوداؤد ۲۳۴۳ـ۱، کتاب الزکوۃ)

رسول اللہ ﷺ نے زکوۃ فطر کو فرض کیا جو کہ روزوں کیلئے پاکیزگی ہے فضولیات اور گناہوں سے اور مساکین کیلئے کھانا ہے۔کتب احادیث میں فطرانہ کو صدقۃ الفطر اور زکوۃ الفطر کہا گیا ہے جبکہ ہمارے ہاں اس کے لئے فطرانہ کا لفظ مستعمل ہے۔اس لئے کوئی صدقۃ الفطر یا فطرانہ کہہ لے ایک ہی بات ہے۔اور یہ فطرانہ ادا کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔خواہ چھوٹا ہو یا بڑا، مرد ہو یا عورت ،امیر ہو یا غریب، آزاد ہو یا غلام کوئی بھی کلمہ پڑھنے والا اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ" قال رسول الله ﷺ زكوة الفطر صاعا من تمر او صاعا من شعير على العبد و الحر و الذكر والانثى و الصغير و الكبير من المسلمين" (بخاری ۲۰۴ـ۱،باب فرض صدقة الفطر) رسول اللہ ﷺ نے ہر مسلمان پر ایک صاع کھجوروں سے یا ایک صاع جو سے فطرانہ فرض کیا ہے خواہ آزاد ہو یا غلام ،مرد ہو یا عورت چھوٹا ہو یا بڑا۔ اس لئے ہر مسلمان کو خواہ وہ روزے رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو فطرانہ ادا کرنا چاہیے جو کہ ایک صاع ہے۔آج ہمارے مروجہ طریقہ اور اوزان کے مطابق ایک صاع تقریباً دو کلو سو گرام بنتا ہے۔اس لئے احتیاطاً ڈھائی کلو گندم یا مارکیٹ ریٹ کے مطابق اس کی قیمت ادا کرنی چاہیے جن علاقوں میں چاول زیادہ استعمال ہوتے ہیں وہ چاول کے حساب سے فطرانہ ادا کریں اور شہری علاقوں میں آٹے کی قیمت کے اعتبار سے فطرانہ ادا کرنا چاہیے کیونکہ فطرانہ عام اناج (کھانے) کے حساب سے دیا جائے گا۔

بعض لوگ فطرانہ کی فرضیت اور وجوب کیلئے زکوۃ کے نصاب کی شرط لگاتے ہیں ان کا موقف بالکل غلط اور بلا دلیل بلکہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث مبارکہ کے خلاف ہے۔

فطرانہ کا وقت :

فطرانہ عید الفطر کی نماز ادا کرنے سے پہلے ادا

کرنا چاہیے بہتر تو یہ ہے کہ عید سے تین چار دن پہلے ادا کیا جائے تاکہ غربا و مساکین اس سے کما حقہ فائدہ اٹھا سکیں اور اپنی ضرورت کی اشیاء خرید کر وہ بھی عید کی خوشیوں میں شریک ہو جائیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کا عمل بھی یہی تھا جو کہ صحیح بخاری میں منقول ہے" کانوا یعطون قبل بیوم او یومین" (بخاری ۲۰۵-۱) کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین عید الفطر سے ایک یا دو دن پہلے فطرانہ ادا کر دیتے تھے۔

عید الفطر:

رمضان المبارک کے جب انتیس دن ہو جائیں تو چاند دیکھ کر عید کرنی چاہیے اگر چاند نظر نہ آئے تو تیس دن مکمل کرنے چاہیں کیونکہ قمری مہینہ کبھی انتیس دن کا ہوتا ہے اور کبھی تیس دن کا۔

عید کے دن غسل کرنا اور اچھے (نئے یا دھلے ہوئے) صاف ستھرے کپڑے پہننا بہتر ہے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق روایت ہے کہ کان یغتسل یوم الفطر ان یغدو الی المصلی (الموطا ص ۱۰۷، کتاب العیدین)

وہ عید الفطر کے دن عید گاہ جانے سے پہلے غسل کیا کرتے تھے۔

اسی طرح ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک ریشمی جبہ لیکر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا "یا رسول اللہ ابتع ھذہ تجمل بھا للعید و الوفود" (بخاری ص ۱۳۰، کتاب العیدین) اللہ کے رسول ﷺ خرید لیجئے اور عید کے موقع پر اور وفود سے ملاقات کے وقت زینت کے لئے پہن لیا کریں۔

یہ الگ بات ہے کہ ریشمی ہونے کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے وہ خریدنے سے انکار کر دیا بلکہ فرمایا کہ یہ تو ان لوگوں کا لباس ہے جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ مگر اس حدیث سے یہ مسئلہ تو ثابت ہوتا ہے کہ عید کے موقع پر نئے کپڑے پہنے جا سکتے ہیں۔ البتہ جس شخص کے پاس نئے کپڑے بنانے کی گنجائش نہ ہو وہ پرانے ہی دھو کر پہن لے اگر خوشبو میسر ہو تو استعمال کرے ورنہ عام تیل ہی کافی ہے۔

عید الفطر کے دن نماز سے پہلے کچھ کھانا:

نماز عید کے لئے جانے سے پہلے کچھ نہ کچھ کھا لینا چاہیے بہتر ہے کہ کوئی میٹھی چیز آدی کھائے۔ رسول اللہ ﷺ کھجوریں کھا کر نماز عید کے لئے عید گاہ جایا کرتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ" کان رسول اللہ ﷺ لا یغدو یوم الفطر حتی یاکل تمرات (بخاری ۱۳۰-۱، کتاب العیدین) کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر کے دن کھجوریں کھائے بغیر (نماز کیلئے) نہیں نکلتے تھے۔

اگر کھجوریں یا چھوارے وغیرہ آدمی کھائے تو پھر اسے طاق کھانے چاہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت ہے فرماتے ہیں کہ "ماخرج رسول اللہ ﷺ یوم فطر حتی یاکل تمرات ثلاثا او خمسا او سبعا او اقل من ذالک او اکثر من ذلک وترا (مستدرك حاكم ص ۲۹٤-۱، کتاب صلوۃ العیدین) کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر کے دن تین، پانچ، سات یا اس سے کم یا زیادہ کھجوریں کھائے بغیر نہیں نکلتے تھے لیکن وہ کم یا زیادہ کھجوریں بھی بہر حال طاق ہوتی تھیں۔

نماز عید کا وقت:

نماز عید کا وقت سورج طلوع ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے بہتر ہے کہ چاشت کی نماز کے وقت ادا کر لی جائے حضرت عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ نے فرمایا" انا کنا قد فرغنا ساعتنا ھذہ و ذلک حین التسبیح" کہ ہم تو اس وقت تک فارغ ہو جاتے تھے (یعنی رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں) جب انہوں نے یہ فرمایا اس وقت چاشت کی نماز کا وقت تھا۔

نماز عید کھلے میدان میں ادا کی جائے:

عید کی نماز مسجد سے باہر کھلے میدان، عید گاہ میں ادا کرنی چاہیے رسول اللہ ﷺ کا طریقہ مبارک یہی تھا۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ" کان رسول اللہ ﷺ یخرج یوم الفطر و الاضحی الی المصلی" (بخاری ص ۱۳۱، کتاب العیدین) کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن عید گاہ تشریف لے جایا کرتے تھے۔

اس کے علاوہ اور بھی کئی احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عید کی نماز مسجد سے باہر عید گاہ میں ادا فرمایا کرتے تھے۔ اگر کوئی عارضہ پیش آ جائے مثلا بارش ہو رہی ہو یا کسی اور مجبوری کی وجہ سے عید گاہ یا کسی بھی کھلے میدان، پارک اور گراؤنڈ میں نماز ادا نہ کی جا سکتی ہو تو پھر مسجد میں ادا کرنا بھی جائز ہے۔ لیکن جو لوگ سہل پسندی کی وجہ سے کہ باہر انتظام کرنا پڑیگا اور مسجد میں کوئی انتظام نہیں کرنا پڑتا اس لئے مسجد میں ہی پڑھ لیتے ہیں یا بعض خطیب حضرات بھی لالچ کی وجہ سے مسجد میں نماز عید پڑھا دیتے ہیں کہ باہر لوگ کم جائیں گے لہذا مسجد میں ہی پڑھ لی جائے تاکہ پیسے زیادہ جمع ہو جائیں تو یہ غلط ہے۔ اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

عورتوں کا عید گاہ جانا:

مردوں کے ساتھ عورتیں بھی عید گاہ میں جائیں اور باپردہ جماعت کے ساتھ نماز عید ادا کریں۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں عورتیں بھی عید گاہ میں جا کر نماز کی جماعت میں شریک ہوا کرتی تھیں۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ" قام النبی

ﷺ یوم الفطر فصلی فبدأ بالصلوۃ ثم خطب فلما فرغ نزل فاتی النساء فذکرھن وھو یتوکأ علی ید بلال" (بخاری ص ۱۳۱۔۱، کتاب العیدین) رسول اللہ ﷺ نے عید الفطر کے دن پہلے نماز پڑھائی پھر خطبہ ارشاد فرمایا جب خطبہ سے فارغ ہوئے تو عورتوں کے پاس تشریف لے گئے اور ان کو نصیحت فرمائی اور آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ٹیک لگائی ہوئی تھی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتیں رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں عید گاہ جایا کرتی تھیں۔ اس مسئلہ کی اہمیت کا اندازہ آپ اس سے بھی لگا سکتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان عورتوں کو بھی عید گاہ جانے کی تاکید فرمائی جن کے پاس اپنی چادر بھی نہیں اور انہیں بھی جنہوں نے نماز ادا نہیں کرنی۔ چنانچہ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں "امرنا رسول اللہ ﷺ ان نخرجھن فی الفطر و الاضحی العواتق و الحیض و ذوات الخدور فاما الحیض فیعتزلن الصلوۃ و یشھدن الخیر و دعوۃ المسلمین فقلت یا رسول اللہ ﷺ احدانا لا یکون لھا جلباب قال لتلبسھا اختھا من جلبابھا" (مسلم ص ۲۹۱۔۱، کتاب صلوۃ العیدین) رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم جوان لڑکیوں اور حیض والی عورتوں کو عید الفطر اور عید الاضحیٰ (کے دن عید گاہ) لے کر جائیں۔ البتہ حیض والی عورتیں نماز سے الگ رہیں اور مسلمانوں کی دعا اور خیر میں شریک ہوں۔ (ام عطیہ کہتی ہیں) میں نے عرض کی اللہ کے رسول ﷺ ہم میں سے کسی کے پاس چادر نہ ہو تو پھر؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی بہن اس کو اپنی چادر اوڑھا دے۔

اس لئے رسول اللہ ﷺ کے حکم کا پاس کرتے ہوئے عورتوں کیلئے بھی عید گاہ میں پردے کا اہتمام کرنا چاہیے اور عورتوں کو بھی بہانہ بازی کرنے کی بجائے عید گاہ میں جانا چاہیے۔

تکبیرات :

عید گاہ میں جاتے ہوئے اور عید گاہ سے واپس آتے ہوئے بلند آواز سے تکبیرات کہنی چاہیں۔ بعض صحابہ کرامؓ تو شوال کا چاند نظر آنے کے ساتھ ہی تکبیریں کہنی شروع کر دیتے تھے اس لئے بہتر یہی ہے کہ عید کی رات سے ہی تکبیرات کہی جائیں۔ تکبیر کے الفاظ یہ ہیں "اللہ اکبر اللہ اکبر۔ لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ و للہ الحمد"

عید گاہ میں نفل نماز:

عید کی نماز صرف دو رکعتیں ہے خواہ عید الفطر ہو یا عید الاضحیٰ۔ اس لئے عید گاہ میں صرف یہی دو رکعتیں ادا کی جائیں، نماز عید سے پہلے یا بعد میں عید گاہ میں کوئی نفلی نماز نہیں پڑھی جائے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنھما بیان کرتے ہیں" ان النبی ﷺ صلی یوم الفطر رکعتین لم یصل قبلھا و لا بعدھا" (بخاری ص ۱۳۱۔۱، کتاب العیدین) بے شک نبی کریم ﷺ نے عید الفطر کے دن دو رکعتیں پڑھیں آپ نے اس سے پہلے اور اس کے بعد کوئی نماز نہیں پڑھی۔

اس حدیث کی وجہ سے ہمیں بھی عید گاہ میں نماز عید کے علاوہ نوافل پڑھنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

نماز عید کیلئے اذان یا اقامت:

عید کی نماز کیلئے نہ تو اذان کہی جائے گی اور نہ ہی اقامت۔ حضرت جابر بن بسرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں" صلیت مع رسول اللہ ﷺ العیدین غیر مرۃ و لا مرتین بغیر اذان و لا اقامۃ" (مسلم ص ۲۹۰۔ا، کتاب صلوۃ العیدین) کہ میں نے ایک یا دو مرتبہ نہیں بلکہ کئی مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عیدین کی نماز بغیر اذان اور اقامت کے پڑھی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عید کی نماز کیلئے اذان اور اقامت نہیں کہی جائیگی۔

نماز عید کی رکعتیں:

نماز عید کی صرف دو رکعتیں ہیں جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں "صلوۃ السفر رکعتان و صلوۃ الاضحی رکعتان و صلوۃ الفطر رکعتان و صلوۃ الجمعۃ رکعتان تمام غیر قصر علی لسان النبی ﷺ" (نسائی ص ۱۸۷،ا۔ کتاب صلوۃ العیدین)

نماز سفر دو رکعت ہے اور عید الاضحیٰ کی نماز دو رکعت ہے اور عید الفطر کی نماز دو رکعت ہے اور جمعہ کی نماز بھی دو رکعت ہے مکمل ہے قصر نہیں۔ حضرت محمد ﷺ کے فرمان کے مطابق

نماز عید کا طریقہ :

عید کی نماز عام دو رکعت نماز کی طرح ہی ادا کی جائے گی فرق صرف یہ ہے کہ عام نمازوں کی نسبت عید کی نماز کی دونوں رکعتوں میں بارہ تکبیریں زائد کہی جائیں گی۔ سات پہلی رکعت میں قرأت شروع کرنے سے پہلے اور پانچ دوسری رکعت میں قرأت شروع کرنے سے پہلے۔ جیسا کہ حضرت عمرو بن شعیب کی روایت میں ہے " ان النبی ﷺ کبر فی عید ثنتی عشرۃ تکبیرۃ سبعا فی الاولیٰ و خمسا فی الاخرۃ و لم یصل قبلھا و لا بعدھا" (الفتح الربانی ۶۔ ۱۴۰،۱۴۱) بے شک رسول اللہ ﷺ نے عید کی نماز میں بارہ تکبیریں کہیں سات پہلی رکعت میں اور پانچ دوسری رکعت میں اور آپ ﷺ نے اس سے پہلے اور اس کے بعد کوئی نماز نہیں پڑھی۔

ایک دوسری روایت میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا " التکبیر فی الفطر سبع فی الاولیٰ و

خمس فی الآخرۃ و القرأۃ بعدھما کلتیھما" (ابو داؤد ص ۱۔۱۷۰، باب التکبیر فی العیدین) عید الفطر کی پہلی رکعت میں سات تکبیریں ہیں اور دوسری میں پانچ اور قرأت دونوں رکعتوں کی تکبیروں کے بعد ہے۔

نماز عید خطبہ سے پہلے:

رسول اللہ ﷺ کی سنت مبارکہ یہ ہے کہ عید کی نماز پہلے ادا کی جائے خطبہ بعد میں پڑھا جائے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ " **شھدت العید مع رسول اللہ ﷺ و ابی بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنھم فکلھم کانوا یصلون قبل الخطبۃ**" (بخاری ۱۳۱ ا۔کتاب العیدین، مسلم ۲۸۹ ا۔کتاب صلوۃ العیدین) میں رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنھم کے ساتھ عید کے موقعوں پر حاضر ہوا وہ سب نماز عید خطبہ سے پہلے ادا فرماتے تھے۔

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ عید کے دن پہلے نماز پڑھنی چاہیے بعد میں خطبہ۔ آج کل کچھ لوگوں نے یہ سلسلہ شروع کیا ہے وہ پہلے خطبہ دیتے ہیں بعد میں نماز پڑھتے ہیں حالانکہ یہ طریقہ رسول اللہ ﷺ کے مبارک طریقے کے خلاف ہے۔

راستہ تبدیل کرنا:

رسول اللہ ﷺ عید کی نماز ادا فرمانے کے لئے جب عید گاہ تشریف لے جاتے تو واپسی پر آپ راستہ تبدیل کر لیتے تھے۔ جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں "**کان النبی ﷺ اذا کان یوم عید خالف الطریق**" (بخاری کتاب العیدین ۱۳۴) رسول اللہ ﷺ جب عید کا دن ہوتا تو (آنے جانے میں) راستے کو تبدیل کرتے۔ اس لئے ہمیں بھی چاہیے کہ جب ہم عید گاہ سے واپس آئیں تو جس راستے گئے تھے اس کے علاوہ کسی دوسرے راستے سے واپس آئیں۔

عید کے دن روزہ رکھنا:

عید کے دن عید الفطر ہو یا عید الاضحیٰ رسول اللہ ﷺ نے روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں "**نھی رسول اللہ ﷺ عن صومین یوم الفطر و یوم الاضحی**" (مسلم ۱۔۳۶۰ کتاب الصیام) رسول اللہ ﷺ نے دو دنوں کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا ایک عید الفطر اور دوسرا عید الاضحیٰ کا دن

اس لئے ہمیں بھی ان دونوں کا روزہ رکھنے سے اجتناب کرنا چاہیے بعض لوگ عید الاضحیٰ کے دن قربانی کے گوشت تک کچھ کھاتے پیتے نہیں اور کہتے ہیں ہمارا روزہ ہے ہم قربانی کے گوشت سے افطار کریں گے ان کا یہ کہنا درست نہیں اس لئے اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔

چاند کی اطلاع عید کے دن:

اگر انتیس رمضان المبارک کی شام کو چاند نظر نہیں آیا دوسرے دن لوگوں نے تیس رمضان المبارک سمجھ کر روزہ رکھ لیا بعد میں انہیں اطلاع ملی کہ رات کو چاند نظر آ گیا تھا تو پھر وہ لوگ تصدیق کرنے کے بعد روزہ افطار کر لیں۔ اگر یہ اطلاع زوال آفتاب سے پہلے مل گئی ہے تو نماز عید بھی ادا کر لیں اور اگر یہ اطلاع زوال آفتاب کے بعد ملی ہے تو عید کی نماز اگلے دن ادا کریں البتہ روزہ ضرور چھوڑ دیں۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بیان کرتے ہیں "**غم علینا ھلال شوال فاصبحنا صیاما فجاء رکب من آخرا لنھار فشھدوا عند رسول اللہ ﷺ انھم رأو وا الھلال بالامس فامر رسول اللہ ﷺ ان یفطروا من یومھم و ان یخرجوا لعید ھم من الغد**" (الفتح الربانی ۹۔۲۶۶ کتاب الصیام)

ایک مرتبہ ہمیں بادلوں کی وجہ سے شوال کا چاند دکھائی نہ دیا تو ہم نے دوسرے دن صبح کو روزہ رکھ لیا دن کے پچھلے پہر ایک قافلہ آیا انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس گواہی دی کہ انہوں نے گذشتہ روز چاند دیکھا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ روزہ افطار کر لیں اور اگلے دن عید کی نماز کیلئے نکلیں۔

جمعہ کے دن عید:

جمعہ کا دن اللہ تعالیٰ نے مستقل طور پر ایک بابرکت دن مقرر فرمایا ہے کتب احادیث میں جمعہ کے دن کو عید کا دن بھی کہا گیا ہے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ عیدین میں سے کوئی عید جمعہ کے دن ہو جاتی ہے تو اس دن اللہ تعالیٰ مسلمانوں کیلئے دو عیدیں جمع فرما دیتے ہیں جو زیادہ برکت کی علامت ہے نا کہ نحوست کی۔ جیسا کہ بعض جاھل یا کمزور عقیدہ کے لوگوں کا خیال ہے کہ جمعہ اور عید اگر اکٹھے آ جائیں تو بابرکت نہیں ہوتے بلکہ یہ بھاری ہوتے ہیں اور سب سے پہلے یہ بدشگونی ایوب خان کے دور حکومت میں پیدا ہوئی حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

اگر کبھی ایسا ہو جائے کہ عید الفطر یا عید الاضحیٰ جمعہ کے دن آ جائیں تو امام کائنات حضرت محمد ﷺ کا طریقہ مبارک تھا کہ نماز عید تو دستور کے مطابق ادا کی جائے البتہ نماز جمعہ جو ادا کرنا چاہتا ہے وہ خطبہ جمعہ میں حاضر ہو جائے اور جو اس دن جمعہ ادا نہیں کرنا چاہتا اسے اجازت ہے کہ وہ جمعہ کی بجائے نماز ظہر ادا کرے۔ "**اجتمع عیدان علی عھد رسول اللہ ﷺ فصلی با لناس ثم قال من شاء ان یاتی الجمعۃ فلیاتھا و من شاء ان یتخلف فلیتخلف**" (ابن ماجہ ۹۴ باب ماجاء فی اذا اجتمع العیدان فی یوم) کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں دو عیدیں (جمعہ اور عید) اکٹھی ہو گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو (عید کی) نماز پڑھائی پھر ارشاد فرمایا کہ جو جمعہ پڑھنا چاہے پڑھ لے اور جو جمعہ کے

لئے نہ آنا چاہے وہ نہ آئے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر جمعہ کے دن عید آجائے تو نماز جمعہ کو چھوڑنے کی رخصت ہے کہ اس دن جمعہ کی بجائے ظہر کی نماز ادا کر لی جائے۔ البتہ مسجد میں خطبہ جمعہ ضرور ہونا چاہیے تاکہ جو لوگ جمعہ پڑھنا چاہتے ہیں انہیں کسی قسم کی دشواری نہ ہو۔

شوال کے روزے:

عیدالفطر کے بعد شوال کے چھ روزوں کی بہت فضیلت احادیث مبارکہ میں بیان ہوئی ہے یہ روزے رکھنا کوئی فرض اور ضروری نہیں لیکن ان کا ثواب بہت زیادہ ہے۔ حضرت ابوایوب انصاریؓ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں **"ان رسول اللہ ﷺ قال من صام رمضان ثم اتبعہ ستا من شوال کان کصیام الدھر"** (مسلم ۱۔ ۳۶۹ کتاب الصیام) بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے رمضان المبارک کے روزے رکھے پھر ان کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو وہ ایسے ہی ہے جیسا کہ اس نے سارا سال روزے رکھے۔

اس لئے ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ رمضان المبارک کے بعد یہ روزے بھی رکھ لیں تاکہ ہم اللہ تعالیٰ سے اجروثواب کے مستحق ٹھہریں کیونکہ اس دنیا میں جتنے زیادہ اچھے اعمال کریں گے آخرت میں اتنا ہی زیادہ فائدہ ہوگا لیکن یہ یاد رہے کہ یہ اجروثواب اس شخص کیلئے ہے جو رمضان المبارک کو اللہ تعالیٰ کے حکم اور رسول اللہ ﷺ کے طریقے کے مطابق گزارتا ہے اور اپنے آپ کو خصوصی طور پر نافرمانی سے بچاتا ہے۔

اللہ ہم سب کو عیدین سمیت زندگی کی تمام خوشیاں کتاب وسنت کی تعلیمات کے مطابق گزارنے کی توفیق فرمائے۔ آمین یا رب العالمین

اللھم وفقنا لما تحب و ترضیٰ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بقیہ: زبان کا استعمال

تھا۔ اسی طرح حقدار آتے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ اس کی نیکیاں ان کو دیتے جائیں گے۔ اسی طرح اس کی تمام نیکیاں ختم ہو جائیں گی اور حقدار ابھی باقی ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے گناہ اس پر ڈال دیں گے اور اس شخص کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جس طرح دوسرے گناہ مثلاً قتل، زنا، چوری وغیرہ انسان کی آخرت میں ناکامی کا سبب بن سکتے ہیں۔ ان میں زبان سے سرزد ہونے والے بھی کئی افعال اور باتیں ہیں، جن کی وجہ سے انسان دوزخ میں چلا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی زبان کی حفاظت کی توفیق عطاء فرمائے۔ جن باتوں سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ہمیں منع فرمایا ہے، ان سے باز رہیں اور جن کاموں کے کرنے کا حکم فرمایا ہے، ان کو اپنائیں، تاکہ ہم دنیا اور آخرت دونوں میں کامیاب ہوسکیں۔

اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت محمد ﷺ نے ہمیں اذکار تعلیم فرمائے ہیں۔ ان کا اہتمام کرنا چاہئے۔ ایک تو ان کو اپنانے کی وجہ سے انسان لغو باتوں سے بچا رہے گا۔ دوسرا دنیاوی فائدے کے ساتھ ساتھ آخرت میں انسان اپنی جنت میں پودے لگاتا رہے گا۔ اس میں کوئی مشقت بھی نہیں کرنی پڑتی۔ چلتے، پھرتے، لیٹے، کام کرتے، برتن دھوتے، کپڑے دھوتے ہوئے صفائی کا کام بجالاتے اپنی زبان اللہ کے ذکر سے تر رکھیں گے تو روحانی سکون کا باعث بنے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو کلمے زبان پر آسان ہیں، ترازو میں بہت وزنی ہیں۔ رحمان کے نزدیک محبوب ہیں۔ وہ ہیں

سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم

اور بھی حدیث میں بہت سے اذکار منقول ہیں، جو مستند کتابوں کو دیکھ کر یاد کر کے ان کا اہتمام کیا جا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہماری دنیا اور آخرت دونوں بہتر فرمائیں۔ آمین۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بقیہ: بچوں کی تربیت

بھی اس کے سامنے اور اس کی نگرانی میں ہیں اور وہ ان کے ہر عمل کا محاسبہ کرے گا۔ سب کچھ دینے والا اور ہر طرح کی مدد کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے، وہ کسی بھی چیز کیلئے غلط اور ناپسندیدہ راستہ اختیار نہ کریں، بلکہ اس کیلئے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں، تاکہ وہ چیز انہیں جائز طریقہ سے حاصل ہو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے، وہی ملتا ہے، جو نہیں چاہتا نہیں ملتا۔ اس لئے لوگوں کو ناجائز طریقہ سے خوش کرنا اور ان کی ناراضگی سے بچنا، تاکہ ان کی حیثیت ومنصب برقرار رہے یا اس میں مزید اضافہ ہو تو ایسا کرنے سے کچھ فرق پڑنے والا نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رضا پر ہی سب کچھ منحصر ہے، بندے کو وہی کچھ ملتا ہے، جو اللہ چاہے، خواہ دوسرے اسے روکنا ہی کیوں نہ چاہیں۔ اسی طرح اللہ جو نہ چاہے وہ بندے کو مل نہیں سکتا، خواہ دوسرے لوگ اس کو دینے کیلئے ہزار جتن کیوں نہ کر ڈالیں۔

تقدیر پر ایمان ویقین سے بندے کا معاملہ بالکل صاف وشفاف رہتا ہے۔ اس سے اس کے دل میں اللہ کا خوف اور محاسبہ کا ڈر پیدا ہوتا ہے۔ بچوں کے دلوں میں اگر ابتداء ہی سے اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی نگرانی ومحاسبہ کی بات بٹھا دی جائے، ساتھ ہی تقدیر پر یقین ان کے دل میں راسخ ہو جائے، تو ان کی آئندہ زندگی اور اس زندگی کا ہر پہلو کافی حد تک تمام قسم کی بدعنوانیوں اور آلائشوں سے پاک ہو گا۔

سائن بورڈ، کلاتھ بینر، سکرین پرنٹرز اور اشتہارات کی کتابت کیلئے
حافظ پبلسٹی
پبلشرز
کاتب
ریلوے روڈ شیخوپورہ 04931-54639
0300-4970524
حافظ شبیر احمد سجاد، رانا عبدالستار